

1 عمومی جائزہ

مالی سال 16ء کے دوران فصلوں کے شعبے میں بھاری نقصانات کے باوجود پاکستان کی معیشت نے اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھی۔ خاص طور پر صنعتی شعبے کی نمو توانائی کی بہتر رسد اور سلامتی کی صورت حال میں بہتری کی بنا پر تیز ہوئی۔ اس نمو کے نمایاں اثرات شعبہ خدمات تک پہنچے۔

میں 16ء کے دوران دیگر اہم معاشی اظہار یہ بھی بہتر ہوئے: جولائی تا مارچ میں 16ء میں اوسط سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پچھلے سال کی اسی مدت کی تقریباً نصف ہو گئی۔ مالیاتی خسارہ گزشتہ برس سے کم سطح پر رہا۔ شرح مبادلہ بالعموم مستحکم رہی اور زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوتا رہا (جدول 1.1)۔ ان میں کچھ حالات عالمی بازار میں اجناس (خصوصاً تیل) کی کم قیمتوں کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار			
جولائی تا مارچ	میں 16ء کے	جولائی تا مارچ	میں 16ء کے
میں 15ء	اہداف	میں 16ء	میں 16ء
شرح نمو (فیصد)			
2.8	6.0	4.7	بڑے پیمانے کی اشیا سازی الف
5.1	6.0	2.6	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) الف
5.7	لاگو نہیں ہوتا	8.1	نئی شعبے کا قرض ب
5.7	لاگو نہیں ہوتا	6.0	رسد زر (ایم لو) ب
-6.0	5.5	-12.9	برآمدات (کسٹم) الف
2.8	6.0	-4.4	درآمدات (کسٹم) الف
1,775.1	3,104.0	2,103.0	ٹیکس حاصل - ایف بی آر (ارب روپے) ج
-3.1	لاگو نہیں ہوتا	-2.8	شرح مبادلہ (+ اضافہ / - کی فیصد)
ارب ڈالر			
11.6	لاگو نہیں ہوتا	16.1	اسٹیٹ بینک کے ذخائر (آخذ مدت) ب
13.6	19.0	14.4	کارکنوں کی ترسیلات زر ب
0.8	3.3	1.0	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
-2.0	-2.9	-1.7	جاری کھاتے کا توازن ب
فیصد جی ڈی پی 1			
-3.8	-4.3	-3.4	مالیاتی توازن د
16-2015ء کے سالانہ منصوبے میں بیان کردہ پورے سال کے عبوری جی ڈی پی تخمینوں پر مبنی			
ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات - ب بینک دولت پاکستان - ج فیڈرل بورڈ آف ریونیو - د وزارت خزانہ			

معاون پالیسی نے بھی معاشی مبادیات کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا: گزشتہ ڈیڑھ سال سے جاری توسیعی زری پالیسی اور مالیاتی مصارف میں ترقیاتی اخراجات پر توجہ (خصوصاً انفراسٹرکچر منصوبوں پر جس کے تعمیرات اور منسلکہ سرگرمیوں پر مثبت اثرات مرتب ہوئے) مختلف شعبوں کے لحاظ سے مخصوص پالیسیاں متعارف کرانے کے علاوہ حکومت نے توانائی کے بہتر بندوبست کو بھی یقینی بنایا۔ مثال کے طور پر اپریل میں این جی درآمدات سے کھاد اور دیگر صنعتوں کو گیس کی کافی فراہمی ممکن ہوئی۔¹ آخراً، چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت آغاز کردہ منصوبوں سے نہ صرف بیرونی براہ راست سرمایہ کاری آئی بلکہ مقامی کاروبار کا اعتماد بحال کرنے میں بھی مدد ملی۔

¹ مخصوص شعبوں سے متعلق پالیسی اقدامات کی ایک مثال پنجاب حکومت کی اپنا روزگار سکیم ہے جس سے مسافر کاروں اور ٹرکس گاڑیوں کے لیے کافی طلب پیدا ہوئی۔

بہر کیف، معیشت کے لیے کچھ مشکلات بدستور موجود ہیں۔ سرمایہ کاری کی شرح بدستور کم ہے اور جس بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا تعلق چین پاکستان اقتصادی راہداری سے نہیں ہے، اس میں تیزی نہیں آئی ہے۔ حکومت کی جانب سے ٹیکس محاصل بڑھانے کے عبوری اقدامات کے باوصف ٹیکس اساس بہت کم ہے۔ مزید برآں، اجناس کی پست قیمتوں (اور عالمی معیشت کی مسلسل سست رفتاری) نے بھی معیشت کے بعض شعبوں پر منفی اثر ڈالا ہے۔ مثال کے طور پر برآمدات میں بدستور کمزوری دکھائی دے رہی ہے اور ترسیلات زر کی نمو بھی گھٹ رہی ہے۔ بہر حال زرمبادلہ کے موجودہ ذخائر اپنی بلند ترین تاریخی سطح پر پہنچ گئے ہیں جس سے ملک کو آگے چل کر بلند اور پائیدار نمو حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ عمیق ساختی اصلاحات کی جائیں تاکہ مبادیات میں جو حالیہ بہتری آئی ہے وہ برقرار رہے۔

1.1 معاشی جائزہ

پاکستان کی معاشی نمو اپنی معتدل رفتار سے جاری رہی اور پچھلے سال 4.0 فیصد کے مقابلے میں ماس 16ء میں 4.7 فیصد تک پہنچ گئی جو آٹھ سال کی بلند ترین سطح ہے۔^{2,3} اس جی ڈی پی نمو میں بنیادی کردار صنعتوں اور شعبہ خدمات کی مضبوط کارکردگی کا تھا۔ دوسری جانب زراعت کو خصوصاً کپاس کی فصل کے نقصانات کی وجہ سے دھچکا لگا جس میں گزشتہ سال کی نسبت 27.8 فیصد کی بھاری کمی آئی۔

نتیجے کے طور پر پندرہ سال میں ماس 16ء پہلا موقع تھا جب شعبہ زراعت میں قدر اضافی کم ہوئی۔⁴ کپاس کے ان نقصانات کی بڑی وجہ حد سے زیادہ بارشیں اور کیڑوں (خصوصاً گلابی سٹری اور سفید مکھی) کے حملے تھے (باب 2)۔ مزید یہ کہ ملکی منڈی میں کچی کپاس کی مسلسل کم قیمتوں اور خام مال علی الخصوص کیڑے مار ادویات اور کھاد کی بڑھتی ہوئی لاگت نے کاشت کاروں کی کپاس میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی۔⁵ چنانچہ کپاس کی فصل صرف 10.1 ملین گانٹھوں تک پہنچ سکی جبکہ پچھلے سال 14.0 ملین تھی اور ہدف 15.5 ملین کا تھا۔

اس پس منظر میں صنعتی نمو میں اضافہ، جو گزشتہ برس 4.8 فیصد سے بڑھ کر ماس 16ء میں 6.8 فیصد تک ہوا، مثبت علامت ہے۔⁶ زیادہ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ یہ نموست بیرونی طلب کے باوجود حاصل کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ مضبوط ملکی طلب ہی نے صنعت کو ماس 16ء میں مضبوط نمو کے حصول کے قابل بنایا۔⁷ رسدی پہلو سے دیکھا جائے تو اہم خام مال (پٹرولیم، کونسلہ، پام آئل) کی مسلسل کم قیمتوں، مالکاری کی پست لاگت، امن و امان کی بہتری اور توانائی کی بہتر فراہمی نے صنعتی شعبے میں نمو کو سہارا دیا۔⁸

2 حقیقت یہ ہے کہ ترقی یافتہ معیشتوں میں مسلسل سست نمو، اجناس کی بدستور کم قیمتوں، کمزور عالمی تجارت اور زوال پذیر سرمائے کے بہاؤ کی وجہ سے عالمی بینک نے اپنی 2016ء کی عالمی نمو کی پیش گوئی جنوری میں 2.9 فیصد سے کم کر کے 2.4 فیصد کر دی۔

3 پاکستان دفتر شماریات نے مالی سال 15ء کی جی ڈی پی نمو کو کم کر کے 4.0 فیصد کر دیا ہے جبکہ عبوری تخمینہ 4.2 فیصد تھا۔

4 مالی سال 16ء میں زراعت میں 0.2 فیصد کمی کی ہوئی جبکہ گزشتہ برس 2.5 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

5 بعض اوقات کاشت کاروں کی آمدنی پر ہاؤس وقت بڑھ گیا جب بے وقت کی بارشوں نے کھاد اور کیڑے مار ادویات کے اثرات دھو دیے۔

6 درآمد شدہ خام کپاس کی دستیابی نے مقامی دھاگہ ساز صنعت پر فصلوں کے براہ راست نقصانات کی بڑی حد تک تلافی کر دی۔

7 تعمیراتی سرگرمیوں (محلی اور سرکاری شعبے دونوں میں) کی تیزی کا منسلکہ صنعتوں (سیمنٹ، محلی فولاد، رنگ و روغن، کیمیکلز) کو فروغ دینا اور گاڑیوں کی بھرپور فروخت (جو پنجاب حکومت کی اپنا روزگار اسکیم اور کسٹی آؤٹ فنانسنگ کی وجہ سے ہوئی) مستحکم ملکی طلب کے بعض اظہار ہے۔

8 جولائی تا مارچ ماس 16ء میں حکومت نے 465.2 ہزار ٹن ایل این جی درآمد کی۔

شعبہ خدمات کی کارکردگی بھی اچھی رہی اور نو گزشتہ سال کی 4.3 فیصد سے بڑھ کر م س 16ء میں 5.7 فیصد ہو گئی۔ یہ اضافہ وسیع البینا تھا کیونکہ ماسوائے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات، تمام ذیلی شعبوں نے پچھلے برس سے بہتر نمونہ کا مظاہرہ کیا۔ نمونہ پذیر صنعت کے اثرات سے تھوک اور خردہ تجارت میں تیزی آئی جبکہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافے سے عمومی حکومتی خدمات کی قدر اضافی بڑھ گئی۔ آخراً، کم شرح سود کے باوجود بینکاری شعبے کی مضبوط منافع آوری کی بنا پر مالیات اور بیمہ میں بھی تیزی آئی۔

معیشت کا ایک اور مثبت پہلو م س 16ء کے دوران مہنگائی کے مجموعی دباؤ میں خاصی کمی تھی: جولائی تا مارچ میں اوسط گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت تقریباً نصف ہو کر 2.6 فیصد ہو گئی جبکہ پچھلے برس کی اسی مدت میں 5.1 فیصد تھی۔ اس دوران مہنگائی کی توقعات بھی کم رہیں۔

مہنگائی میں اس کی بنیادی سبب عالمی منڈیوں میں اجناس کی مسلسل پست قیمتیں (اور ملکی صارفین تک ان کی فوری منتقلی، خصوصاً پٹرولیم مصنوعات کے سلسلے میں)، اہم غذائی اشیاء کی مناسب رسد اور مستحکم شرح مبادلہ تھی۔ ان عوامل کا اثر اتنا زیادہ تھا کہ ستمبر 2015ء میں سال بسال گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 1.3 فیصد کی غیر معمولی طور پر پست سطح تک پہنچ گئی۔

جیسا کہ توقع تھی، آئندہ مہینوں میں مہنگائی اُس وقت بے حد پست سطح سے ذرا سی بڑھی جب حکومت نے (درآمدات پر دباؤ کم کرنے کے لیے) متعدد اشیاء پر ریگولیٹری ڈیوٹی لگادی اور گیس کے نرخ بڑھا دیے۔⁹ ساتھ ہی بعض تلف پذیر غذائی اشیاء (سگریٹ، تازہ دودھ، چائے، چینی، دالیں اور گوشت) کی قیمتوں میں بھی نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ علاوہ ازیں مجموعی طلب کی بحالی نے بھی داخلی (underlying) مہنگائی کو بڑھانے میں کردار ادا کیا جیسا کہ قومی گرانے میں اضافے سے ظاہر ہے۔ چنانچہ حیرت کی بات نہیں کہ مئی 2016ء میں آئی بی اے ایس بی پی کے اعتماد صارف سروے میں بھی گھرانوں کی جانب سے مہنگائی کی نئی توقعات کی جانب اشارہ ملتا ہے۔

پس اسٹیٹ بینک نے مہنگائی (اور مہنگائی کی توقعات) میں اس اضافے پر نظر رکھی اور ستمبر 2015ء میں 50 بی پی ایس کی کٹوتی کے بعد زری پالیسی کے تین جائزوں میں پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا (باب 3)۔¹⁰ تاہم مئی 2016ء میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ کو 25 بی پی ایس کم کرنے کا فیصلہ کیا۔¹¹ کمیٹی کے لیے یہ امر اطمینان کا باعث تھا کہ مہنگائی اور مہنگائی کی توقعات میں بتدریج حالیہ اضافے کے باوجود اگلے سال مہنگائی کا منظر نامہ سازگار معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے، خطرے کا توازن قلیل مدت میں معتدل تھا: (الف) فروری، مارچ اور اپریل 2016ء میں جاری کھاتے میں مسلسل اضافے درج کیے گئے جس سے زرمبادلہ کے ذخائر تاریخ کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئے، (ب) اسٹیٹ بینک کے نقطہ نظر سے بیرونی کھاتے کو درپیش خطرات (مثلاً برآمدات میں کمی، ترسیلات زر میں سست رفتاری، نان آئل درآمدات میں اضافے اور نان سی پیک بیرونی براہ راست رقوم کا کم حجم) صرف درمیانی مدت تک باعث تشویش رہے۔

⁹ سال بسال گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت ستمبر 2015ء میں 1.3 فیصد کی پست سطح سے بڑھ کر اپریل 2016ء میں 4.2 فیصد کی بلند سطح تک پہنچی۔ تاہم مئی 2016ء میں مہنگائی 3.2 فیصد

پر رہی۔

¹⁰ نومبر 2015ء، جنوری 2016ء اور مارچ 2016ء کے زری پالیسی جائزوں میں پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہیں کی گئی۔

¹¹ یہ پہلا موقع تھا کہ پالیسی ریٹ 25 بی پی ایس تبدیل کیا گیا۔

اگرچہ مرکزی بینک شینیر رپورٹ کوٹارگٹ ریٹ کے قریب رکھنا چاہتا تھا تاہم بین الینک منڈی میں روپے کی سیالیت کو نجی شعبے کے قرضے میں اضافے اور جدولی بینکوں سے حکومت کی مسلسل قرض گیری (اور مرکزی بینک کو واپسی) کی بنا پر دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ بینک امانتوں کی پست نمو کی وجہ سے سیالیت پر دباؤ مزید بڑھ گیا۔ اس صورت حال میں شینیر رپورٹ کو پالیسی ریٹ سے قریب رکھنے کے لیے بازار زر کے ادغالات بڑھا دیے۔¹² اس طرح سیالیت کا بہتر انتظام زری پالیسی کی خردہ شرحوں کو زیادہ موثر ترسیل پر منتج ہوا۔ ستمبر 2015ء کے بعد بینکوں کی شرح ہائے قرض گاری 65 بی پی ایس کم ہو گئیں جو پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس کی کٹوتی سے زیادہ ہے۔

مالکاری کی کم لاگت (اور اس کے ہمراہ بہتر کاروباری سرگرمیوں) نے نجی کاروبار کی قرض گیری کی حوصلہ افزائی کی: جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے پچھلے برس کی اسی مدت کے 187.6 ارب روپے کے مقابلے میں 249.0 ارب روپے بڑھ گئے۔ یہ قرضے نہ صرف شعبہ جاتی تقسیم کے لحاظ سے وسیع الہیاد تھے بلکہ ان میں تقریباً نصف نوعیت کے اعتبار سے معین سرمایہ کاری کی عکاسی کرتے تھے۔

دوسری جانب جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران نجی شعبے کی امانتیں 149.4 ارب روپے بڑھ گئیں جو م س 15ء کی اسی مدت کے اضافے کے نصف سے بھی کم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ م س 10ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب ایم ٹیو کی توسیع مجموعی امانتوں سے زیادہ زیر گردش کرنسی کی بنا پر ہوئی۔ یہ رجحان جو امانتوں کی شرحوں میں بتدریج کمی اور مالی لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس عائد کیے جانے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، مالی گہرائی اور زری پالیسی کی اثر انگیزی کے لیے اچھی علامت نہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، امانتوں کی پست نمو، فشرل بینکوں سے حکومت کی بلند قرض گیری (اور اسٹیٹ بینک کو واپسی) کے لیے بھی مرکزی بینک کی جانب سے واجب الادا بازار زر کے سودوں کے ادغالات میں اضافہ درکار تھا۔ اس بات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران فشرل بینکوں سے میزانیہ قرضے 1.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گئے جبکہ حکومت نے اسٹیٹ بینک کو 525.5 ارب روپے واپس کیے۔^{13,14} اس دوران اسی مدت میں بازار زر کے سودوں کے ادغالات کے واجب الادا اسٹاک میں 375.3 ارب روپے کا اضافہ درج کیا گیا۔¹⁵ ساتھ ہی اسٹیٹ بینک کو خالص واپسی سے حکومت کو ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت صفر میزانیہ قرض گیری کی سہ ماہی حد کو پورا کرنے کا موقع ملا۔

خالص لحاظ سے حکومت نے بینکاری نظام سے جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران 538 ارب روپے قرض لیے جبکہ جولائی تا مارچ م س 15ء میں یہ رقم 469.4 ارب روپے تھی۔ تاہم قرضے میں اضافے سے مالیاتی اظہاریوں میں دیکھی جانے والی وسیع بہتری کی عکاسی

12 بازار زر کے واجب الادا سود سے ستمبر 2015ء سے قبل 0.9 ٹریلین روپے کی اوسط سے ستمبر 2015ء کے بعد 1.3 ٹریلین روپے تک جا پہنچے۔

13 اگرچہ جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران حکومت نے فشرل بینکوں کے 100.3 ارب روپے واپس کیے (جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں واپس کردہ رقم کا تقریباً دو گنا ہے) تاہم واجب الادا قرضے آخر مارچ 2016ء تک دستور 464.2 ارب روپے تھے۔ ان میں سے 367.3 ارب روپے کا تعلق گندم کے حوالے سے سرگرمیوں سے تھا۔

14 جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں سے 1063.5 ارب روپے قرض لیے جو م س 15ء کی اسی مدت میں لیے گئے قرض سے 80.2 ارب روپے کم تھا۔

15 حقیقت یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کے واجب الادا ادغالات آخر اکتوبر 2013ء سے آخر مارچ 2016ء تک ایک ٹریلین روپے بڑھ گئے جبکہ اس مدت میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کو 1.4 ٹریلین روپے واپس کیے۔

نہیں ہوتی: جولائی تا مارچ م س 16ء میں بجٹ خسارہ بہتر ہو کر جی ڈی پی کا 3.4 فیصد ہو گیا جبکہ جولائی تا مارچ م س 15ء میں 3.8 فیصد تھا۔¹⁶ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس مدت کے دوران ملک میں بنیادی فاضل درج کیا گیا۔ مالیاتی کھاتے میں اس بہتری کی بنیادی وجوہ بلند محاصل، قابو میں رکھے گئے اخراجات اور صوبوں کی بلند تر فاضل رقوم تھیں۔

محاصل کے حوالے سے دوران سال متعارف کرائے گئے اضافی اقدامات جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 18.5 فیصد اضافے کے حصول میں معاون ثابت ہوئے جو جولائی تا مارچ م س 15ء میں 12.7 فیصد نمو سے زیادہ ہے۔¹⁷ تاہم جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران نان ٹیکس محاصل کی وصولی میں 22.4 فیصد کی سال بسال کی نے ٹیکس کی بلند نمو سے حاصل شدہ بیشتر فوائد زائل کر دیے۔ نان ٹیکس وصولیاں گرنے کے اسباب میں اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی (جو کم شرح سود کی عکاسی کرتی ہے)، اتحادی سپورٹ فنڈ کی کم رقوم کی آمد اور (قیمت میں کمی کی بنا پر) خام تیل سے حاصل شدہ محاصل کا گھٹ جانا شامل ہیں۔

ٹیکس محاصل میں اضافہ تو خوش آئند ہے تاہم ملک کو بہر حال ٹیکس نظام کی کارگزاری اور مساوات کو بہتر بنانے کی خاصی کوششیں درکار ہیں۔ ٹیکسیشن نظام میں بالواسطہ اور لین دین سے متعلق ودہولڈنگ ٹیکسوں پر ضرورت سے زیادہ دارومدار ہے جو دونوں اپنی نوعیت میں رجعتی (regressive) ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بلا واسطہ ٹیکس وصولی میں 67 فیصد حصہ ودہولڈنگ ٹیکس کا ہے۔ بلا واسطہ ٹیکس وصولی بڑھانے کی کوششیں ناکافی ہیں یا ختم آرتا بہت نہیں ہو رہیں۔^{18,19}

بلند محاصل کے علاوہ اخراجات کے مسائل نے بھی مالیاتی استحکام لانے میں کردار ادا کیا۔ جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران حکومت مجموعی اخراجات کی نمو کو کم کر کے 6.4 فیصد تک لانے میں کامیاب ہوئی (جو جولائی تا مارچ م س 15ء کی نمو 13.5 فیصد کا تقریباً نصف ہے)۔ یہ کامیابی ترقیاتی اخراجات میں مسلسل بھرپور نمو اور سودی ادائیگیوں میں یکدم اضافے کے باوجود حاصل ہوئی۔ دفاعی مصارف میں معمولی کمی اور صوبائی جاری یہ اخراجات کی پست نمو نے حکومت کو اپنا خرچ قابو میں رکھنے میں مدد دی۔

حقیقت یہ ہے کہ جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران صوبائی فاضل میں 27 فیصد کی بھرپور نمو (جو پچھلے سال کی اسی مدت میں 6.6 فیصد تھی) نے مجموعی مالیاتی صورت حال کو بہت بہتر بنادیا۔ صوبے ٹیکس اکٹھا کرنے کی نئی راہیں تلاش کر رہے ہیں کیونکہ موجودہ وسائل کا موثر استعمال ان کے لیے کافی دشوار ہو گیا ہے۔

16 مطلق لحاظ سے بجٹ خسارہ گزشتہ سال سے 39.5 ارب روپے کم تھا۔

17 اگرچہ ٹیکس وصولی میں بلند نمو حوصلہ افزائی تاہم اس کے لیے ٹیکس پالیسی میں بار بار تبدیلیاں درکار تھیں خصوصاً سالانہ بجٹ کے اعلان کے بعد۔ یہ طریقہ کار غیر یقینی کاروباری ماحول کا باعث بن سکتا ہے۔

18 براہ راست ٹیکسیشن کو بہتر بنانے کی کوششوں کی عکاسی طلب پر اکٹھا کیے گئے اکٹھا ٹیکس کی رقم سے ہوتی ہے۔ دستیاب اعداد و شمار کے مطابق طلب پر وصولی براہ راست ٹیکسوں کا صرف 5 فیصد تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہتری کی خاصی گنجائش ہے۔

19 حکومت نے تاجروں کو ٹیکس چال میں لانے کے لیے وائٹری ٹیکس کمپلائنس اسکیم بھی شروع کی۔ یہ اقدام مطلوب نتائج پیدا نہیں کر سکا۔

مالیاتی کھاتے میں بہتری کے باوجود جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران ملک کا سرکاری قرضے کا اسٹاک 1.8 ٹریلین روپے بڑھ گیا اور آخر مارچ 2016ء تک 19.6 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ اس میں دو تہائی اضافہ ملکی قرضوں کی وجہ سے ہوا۔²⁰ تیسری سہ ماہی میں ایک سازگار پیش رفت ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت میں نمایاں تبدیلی تھی۔ یہ تبدیلی اس لیے ہوئی کہ حکومت نے پی آئی بیز کا بڑا حجم قبول کیا۔²¹ علاوہ ازیں حکومت نے م س 16ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اجارہ صکوک کی دونیا میوں کے ذریعے بھی وسائل اکٹھا کیے۔

بیرونی قرضے میں مجموعی حجم میں 4.1 ارب ڈالر کا اضافہ درج کیا گیا جو م س 08ء سے اب تک بلند ترین اضافہ ہے۔ سال کے دوران اچھی خاصی کچھ رقوم کی واپسی کے باوجود یہ اضافہ ہوا۔ اس اضافے کے تقریباً ایک چوتھائی کا سبب باز قدر پیمانی نقصانات تھے جو زیادہ تر م س 16ء کی تیسری سہ ماہی میں ہوئے۔^{22, 23} اصل وصولیاں بین الاقوامی مالی اداروں، آئی ایم ایف اور کمرشل قرض دہندگان کی جانب سے ہوئیں۔

بیرونی کرنسی کے ان قرضوں، اور ان کے ہمراہ تیل کی پست ادائیگیوں اور کارکنوں کی ترسیلات زر میں معمولی اضافے، کی بنا پر جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران بیرونی کھاتے میں فاضل درج کیا گیا۔ ترسیلات زر کو دیکھا جائے تو، اگرچہ جولائی تا مارچ م س 16ء میں سال بسال اضافہ 5.8 فیصد جبکہ پچھلے سال 17.3 فیصد تھا، تاہم دیگر علاقائی ممالک کے مقابلے میں یہ نواچھی خاصی ہے۔²⁴ اس طرح اسٹیٹ بینک کے ذخائر جولائی تا مارچ م س 16ء میں 2.6 ارب ڈالر بڑھ کر 16.1 ارب ڈالر ہو گئے۔ یہ رقم ملک کے چار مہینے کا درآمد بل ادا کرنے کے لیے کافی تھی اور قلیل مدت ادائیگیوں کے دگنے سے بھی زیادہ تھی۔

تاہم بیرونی شعبے میں وسیع بہتری میں کچھ تشویش کے پہلو بھی پوشیدہ ہیں: (الف) ہماری برآمدات وصول کرنے والے ممالک میں سست طلب، کم اکائی قیمت اور پیداوار کی بلند لاگت کی بنا پر جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران برآمدات کو مسلسل کمی کا سامنا کرنا پڑا،²⁵ (ب) نان آئل درآمدات میں یکدم اضافے نے تیل کی درآمدی ادائیگیوں کی کمی سے حاصل ہونے والے فوائد بالکل زائل کر دیے، (ج) ترسیلات زر کی آمد میں کمی سے ملک کو زرمبادلہ کے ضمن میں کئی سال سے حاصل شدہ سہولت رفتہ رفتہ کم ہو گئی، اور (د) نان سی پیک بیرونی براہ راست سرمایہ کاری قلیل رہی۔

²⁰ بجٹ خسارے اور سرکاری قرضے میں اضافے (ماسوائے اسٹیٹ بینک کے آئی ایم ایف قرض کے) کے درمیان بہت زیادہ فرق کی وجہ ایک ارب ڈالر کا باز قدر پیمانی نقصان (خسارے کی مالکاری کے لیے جس کے کوئی مضمرات نہیں) اور جولائی تا مارچ م س 16ء میں 427.6 ارب روپے کی حکومتی اثاثوں میں اضافہ ہے۔

²¹ دوسری جانب ٹی بی ٹیلی میوں میں قبول کردہ قرض عرصیت اور سہ ماہی کے طے شدہ ہدف سے کافی کم رہی۔

²² مجموعی بیرونی مقروضیت کا تعین مختلف کرنسیوں کے واجبات کو ایک کرنسی، عموماً امریکی ڈالر، میں تبدیل کرنے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر میں کوئی تبدیلی ملک کے واجبات اور بیرونی قرضے کے اسٹاک کو متاثر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر جولائی تا مارچ م س 16ء کے دوران جاپانی ین، ایس ڈی آر اور یورو کی قدر میں کمی بیرونی قرضہ جات و واجبات میں بالترتیب 225.0، 602.5 اور 151.0 ملین ڈالر اضافے کا باعث بنی۔ اس کے مقابلے میں م س 15ء کے دوران ملک کو باز قدر پیمانی کا 4.2 ارب ڈالر کا فائدہ ہوا۔

²³ اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قیمت میں کمی سے ملک کے زرمبادلہ ذخائر کی صورت حال میں اس حد تک بہتر ہوتی ہے جہاں تک یہ ذخائر نان ڈالر کرنسیوں میں ہیں۔

²⁴ بھارت کو مجموعی ترسیلات زر 2015ء میں 2.1 فیصد کم ہوئیں جبکہ سری لنکا کو 0.05 فیصد کم ہوئیں، بنگلہ دیش کو جانے والی رقوم میں دوران سال صرف 2.5 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: عالمی بینک)۔

²⁵ زرعی پیداوار خصوصاً کپاس میں کمی کی وجہ سے صورت حال مزید بدتر ہو گئی۔

1.2 معاشی منظر نامہ

معاشی اظہار یوں (کم مہنگائی، معقول زر مبادلہ ذخائر، مستحکم شرح مبادلہ اور محدود مالیاتی خسارہ) میں وسیع بہتری بلند اور پائیدار معاشی نمو کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ توانائی کی دستیابی اور سلامتی کی صورت حال میں بہتری نے ملک کی معاشی نمو کی راہ میں حاصل دو بڑی رکاوٹیں دور کر دی ہیں۔ اس پس منظر میں حکومت مالی سال 17ء میں 5.7 فیصد کی بلند تر نمو پر غور کر رہی ہے جبکہ اس سال 4.7 فیصد نمو درج کی گئی تھی۔ نمو کی رفتار میں اس تیزی کا انحصار شعبہ زراعت میں بحالی اور صنعتی نمو کی مزید تیزی پر ہے۔ تاہم چیلنج پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ دنیا کو طویل پست نمو²⁶ اور اجناس کی مسلسل کم قیمتوں کے بڑھے ہوئے خطرات کا سامنا ہے، ان دونوں کا پاکستان کی معیشت پر شدید اثر ہے۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے، مالی سال 17ء میں نمو کے احیا کا انحصار خصوصاً شعبہ فصل کی کارکردگی پر ہوگا۔ تاہم عالمی منڈی میں مناسب ذخائر کی موجودگی عالمی اور ملکی بازاروں میں اب بھی نرخوں کو نیچے کی طرف لے جا رہی ہے۔ نتیجتاً کپاس کے کاشت کاروں کے لیے معاشی فوائد میں کشش نظر نہیں آرہی خصوصاً کیڑوں کے حملوں کے منڈا لاتے ہوئے خطرات کی بنا پر۔²⁷ اس صورت حال میں اگلے برس 14.1 ملین گانٹھوں کا کپاس کی پیداوار کا ہدف حاصل کرنا مشکل ہوگا۔

صنعتی نمو کو توانائی کی بہتر فراہمی، صارفین پائیدار اشیا کی بھرپور طلب اور چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت سرمایہ کاری سے فائدہ ہوگا۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت انفراسٹرکچر کی ترقی سے فوری استفادہ کرنے والے توسیٹ ساز ہوں گے تاہم سستی چینی مصنوعات کی وجہ سے فولاد کی صنعت کو مسابقت کا سامنا کرتے رہنا پڑے گا۔ ساتھ ہی (یورپی یونین کی بحالی میں غیر یقینی کیفیت اور چینی معیشت کی مسلسل سست رفتار کی بنا پر) پست بیرونی طلب برآمدی صنعتوں میں نمو کی راہ میں رکاوٹ بنے گی۔

بلاشبہ برآمدات کا تہہ زوال اس وقت بڑی تشویش کی بات ہے جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ عالمی منڈیوں میں کمزور طلب اور اجناس کی کم قیمتوں کے باعث برآمدات کی جلد بحالی مشکل ہے۔ تاہم مارکیٹ کی بدلتی ہوئی حرکیات، خصوصاً روز افزوں لیبر لاگت کی بنا پر ٹیکسٹائل برآمدات سے چین کے اخراج سے پاکستان کو منڈی میں اپنا حصہ بڑھانے اور عالمی رسد زنجیر سے مربوط ہونے کا موقع مل رہا ہے۔²⁸ اس کی اہمیت اس بنا پر اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اجناس کی کساد بازاری میں شدت ہماری ترسیلات زر کی نمو کو بھی کمزور کر دے گی۔ دوسری طرف اگر چہ سی پیک سے متعلق طلب کی وجہ سے درآمدی نمو مزید بڑھنے کا امکان ہے تاہم چین سے متوقع قوم کی بنا پر ملک کے بیرونی کھاتے پر اس کا اثر بڑی حد تک محدود رہے گا۔ اس کے علاوہ ایم ایس سی آئی کے 14 جون 2016ء کے اس فیصلے کے بعد کہ پاکستان کو ابھرتی ہوئی منڈی کا زمرہ دوبارہ دیا جائے، یہاں بھاری مقدار میں بیرونی جزو دانی سرمایہ کاری آنے کا امکان ہے۔²⁹

²⁶ چین کی اقتصادی سست رفتاری کے اثرات اور جاپان، امریکا اور یورپ میں مسلسل کمزوریوں کی وجہ سے عالمی معیشت کی سست روی کے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پریل 2016ء میں آئی ایم ایف نے 10 ماہ میں تیسری بار عالمی معاشی نمونے کی پیش گوئی کی۔

²⁷ انٹرنیشنل کاٹن ایڈوائزری کمیٹی نے اطلاع دی ہے کہ سفید کھجی کے حملے (جن کی وجہ سے حال ہی میں بھارتی ریاستوں پنجاب اور ہریانہ میں پیداواری نقصانات ہوئے تھے) مالی سال 17ء میں بھی جاری رہیں گے۔ یہ ہمارے لیے بھی باعث تشویش ہے کیونکہ آب و ہوا ملتی جلتی اور علاقہ قریب ہے، نیز پاکستان میں سفید کھجی سے حال ہی میں نقصانات ہوئے تھے۔

²⁸ فی الوقت پاکستانی برآمد کنندگان ڈیو بنگلہ دیش اورویت نام کے خریدوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ان ملکوں کی قدرتی زنجیروں کا حصہ ہیں۔

²⁹ پاکستان 1994ء سے 2008ء تک ایم ایس سی آئی کی ایمر جنگ مارکیٹ انڈیکس کا حصہ رہا۔ تاہم 2008ء کے اواخر میں پاکستان میں اسٹاک مارکیٹ کریش کے بعد پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں بڑے ٹریڈنگ فلو ز متعارف کرائے جانے کے بعد پاکستان کو اسٹینڈ الون کنٹری انڈیکس میں شامل کیا گیا۔ مئی 2009ء میں پاکستان اسٹاک ایکسچینج کو ایم ایس سی آئی کے فرنیچر مارکیٹ انڈیکس کا حصہ بنایا گیا جہاں سے اب اسے دوبارہ اپ گریڈ کر کے ایمر جنگ مارکیٹ انڈیکس میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ اپ گریڈ مئی 2017ء سے موثر ہوگا۔

جہاں تک مالیاتی کارکردگی کا تعلق ہے، پاکستان نے گزشتہ چند برسوں کے دوران خاصا استحکام حاصل کر لیا ہے۔ لیکن آگے چل کر اس انضباط کو برقرار رکھنا ضروری ہوگا خصوصاً ستمبر 2016ء میں آئی ایم ایف پروگرام کی تکمیل کے بعد۔ مالی سال 17ء کے وفاقی بجٹ میں حکومت نے بجٹ خسارے کا اپنا ہدف مزید کم کرتے ہوئے جی ڈی پی کا 3.8 فیصد کر دیا ہے۔ اس تناظر میں ٹیکس اساس کو وسیع کرنا اور زیادہ افراد کو ٹیکس جال میں لانا مالیاتی اصلاحاتی ایجنڈے کا مٹح نظر ہونا چاہیے۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ملک میں مہنگائی کم رہنے کے امکانات ہیں۔ اگرچہ مجموعی طلب میں کسی قدر اضافے اور آئندہ مالی سال کے وفاقی بجٹ میں متوقع ٹیکسیشن اقدامات کی بنا پر گرانی کا تھوڑا بڑھنا متوقع تھا تاہم عالمی بازار میں اجناس کی پست قیمتوں کے باعث مالی سال 17ء میں مہنگائی مجموعی طور پر مناسب سطح پر رہے گی۔

مالی سال 17ء کے بعد کے دور میں چین پاکستان اقتصادی راہداری کے پاکستانی معیشت پر دور رس اور طویل مدت مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ خاص طور پر ایک نئے معاشی مجموعے (اسپیشل اکنامک زونز، صنعتی پارکس اور نوڈل سٹیز) کی ترقی ملک کے صنعتی نقشے کی ازسرنو صورت گری کرے گی۔ تاہم اس اقدام سے زیادہ سے زیادہ فوائد کے حصول کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان قریبی رابطہ کاری از حد ضروری ہے۔³⁰

اسی طرح حکومت اگلے مالی سال میں چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت توانائی سے متعلق کئی منصوبے بسرعت مکمل کرنا چاہتی ہے تاہم کوئلے کی درآمد اور بجلی گھروں تک اس کی ترسیل کے لیے موجودہ زیریں ڈھانچے کی خامیوں کو جلد از جلد دور کرنا ضروری ہے۔ آخراً، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے علاوہ نقصان میں جانے والے پی ایس ایز کی تشکیل نو اور نجکاری کا عمل تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

³⁰ اس کی خاص اہمیت ہے کیونکہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صنعتی اور سرمایہ کارانہ پالیسیوں کی تشکیل صوبائی معاملہ ہے۔